تفسیر تدبر قرآن میں عربی شاعری سے استشہاد، ایک تحقیقی جائزہ

The Deductions of Arabic poetry from Tafseer Tadabur-e-Quran: An Analytical research

☆ماریہ اشرف
پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔
☆☆ڈاکٹر محمد عمران
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔

Abstract

The Holy Quran is the last and belessed Book of Almighty Allah. There is no doubt is His Book. It is a source of guidance. Allah Almighty has ordered to consider for abstraction of knowledge which is not possible without help the Arabic of the Arabs. Arabic poetry is the source of comprehension of the holy Quran. From all of expositon of Holy Quran in Urdu Tadabbur-e-Quran is the only exposition of Molana Ameen Ahsan Islahi who used Arabic poetry in certain places for testification. He researched for the solitary words of the Holy Qruan. He also annotated innuendos notation metaphoss and pharases in Tadabbur-e-Quran, seventy verses are used for justification. The main characteristic of this exposition is that every chapter has link and connection with other chapters. This exposition is representative exposition of Tafseer-Bil Rai.

Keywords: Holy Quran, Tadabbur-e-Quran, Arabic poetry, Ameen Ahsan.

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری اور بابرکت کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے، یہ مکمل ضابطہ حیات ہے، گمراہی سے ہدایت دینے والی اہل ایمان کے لئے رحمت ہے اللہ رب العزت نے قرآن حکیم کو عربی زبان میں

نازل فرمایا اور ہمیں اس میں غور وفکر تدبر اور اس کے علوم کے استنباط کا حکم دیا جو اہل عرب کی زبان کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں۔ قرآن کے معنی تفسیر و تشریح اور لغوی استدلال کیلئے عربی شاعری کی بہت زیادہ اہمیت ہے عربی شاعری فہم قرآن کا ایک ذریعہ ہے۔

صحابہ کرام کے دور سے لیکر دور حاضر تک بعض مفسرین نے دیگر اصول تفسیر کے ساتھ ساتھ اپنی تفاسیر میں عربی شاعری سے استشہاد کا التزام کیاہے ۔اردو تفاسیر میں تفسیر تدبر قرآن وہ واحد تفسیر ہے جس میں مولانا امین احسن اصلاحی نے بعض مقامات پر عربی شاعری سے استشہاد کیاہے انہوں نے قرآن کے مفرد الفاظ کی تحقیق کی ہے ادبی اور لغوی اشکالات کو حل کیاہے قرآن کے اشارات اور کنایات اور استعارات و محاورات کی وضاحت کی ہے اسالیب اور تعبیرات کی تفہیم کرائی ہے تدبر قرآن میں جن اشعار سے استشہاد کیا گیاہے اور ان کی مجموعی تعداد ستر ہے اس تفسیر کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر سورۃ کا دوسری سورۃ کے ساتھ ربط پایا جاتاہے یہ تفسیر، تفسیر بالرائے کی نمائندہ تفسیر ہے کیونکہ اصلاحی نے اپنی ذاتی رائے کو اہمیت دی ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا خوبصورت تحفہ ہے اسکو سمجھنے کیلئے اصول فہم قرآن سے معرفت حاصل کرناضروری ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی زبان میں نازل فرمایا اور ہمیں اس میں غور وفکر ،تدبر اور اسکے احکامات کو جاننے کا حکم دیا جو اہل عرب کی زبان کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں اسکے لیے ضروری ہے کہ کلام عرب سے استفادہ حاصل کیا جائے۔

صحابہ کرام (رضوان اللہ اجمعین) بھی کلام عرب بالخصوص عربی شاعری سے استدلال کرتے تھے آیات قرآنی کی تشریح وتوضیح میں عربی شاعری سے استشہاد کا رجحانعہد صحابہ ہی میں شروع ہو گیا تھا حضرت عمر بن الخطابؓ کثرت سے اشعار یاد تھے اور وہ ان سے حسب مواقع استدلال بھی کیا کرتے تھے۔ایک دفعہ انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا:

" یاایہا الناس علیکم بدیوانکم شعر الجاھلیه فان فیه تفسیر کتابکم ومعانی کلامکم "(1)

"لوگو! جاہلیت کے اشعار یاد کیا کرو اسی میں تمہاری کتاب کی تفسیر اور تمہارے کلام کے معنی ہیں"

قدیم مفسرین نے بھی اس معاملے میں کوئی کوتاہی نہیں کی انہوں نے اپنی تفاسیر میں عربی شاعری خوب خوب استفادہکیا مثلاً:طبری (224۔310ھ)، زمخشری (467۔538ھ)،رازی(544۔606ھ) اور قرطبی (م671ھ)وغیرہ نے سینکڑوں اشعار استشہاد میں نقل کیے مگر متاخر مفسرین کے یہاں (کلام العرب)عربی شاعری سے استفادہ میں کمی آگئی تھی۔حمید الدین فراہی(م1930ء) نے اس پہلو پر خصوصی توجہ دی اور عربی شاعری سے نظائر تلاش کرکے اپنے نتائج تحقیق کو مدلل کیا۔

ان کے شاگرد امین احسن اصلاحی (1904۔1997ء) نے اپنے استاد کی تحقیقات سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔ان کے نہج پر مزید کام کیا ہے انہوں نے اپنی کتاب "مبادی تدبر قرآن" میں اور تفسیر "تدبر قرآن" میں عربی شاعری سے استفادہ کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔

تدبر قرآن کا تعارف:

امین احسن اصلاحی نے تفسیر تدبر قرآن تحریر کرنے کا آغاز 1959ء میں کیا اور اسکی پہلی جلد 1965ء میں مکمل ہوئی نو جلدوں پر مشتمل یہ ضخیم تفسیر اگست 1980ء میں پایہ تکمیل تک پہنچی۔(3)

وہ تدبر قرآن کے مقدمے میں تفسیر لکھنے کے مقاصد بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"اس کتاب کو لکھنے سے میرے پیش نظر قرآن کریم کی ایسی تفسیر لکھنا ہے جس میں میری دلی آرزو اور پوری کوشش اس امر کے لیے ہے کہ میں ہر قسم کے بیرونی لوث اور لگاؤ کے تعصب و تخریب سے آزاد اور پاک ہو کر آیت کا وہ مطلب سمجھاؤں جو فی الواقع اور فی الحقیقت اس آیت سے نکلتا ہے اس مقصد کے تقاضے سے قدرتی طور پر میں نے اس میں فہم قرآن کے ان وسائل وذرائع کو اہمیت دی جو خود قرآن کے اندر موجود ہیں"۔(4)

امین احسن اصلاحی نے تفسیر تدبر قرآن کے تحریر کرنے میں اپنے استاد حمید الدین فراہی کے اصول تفسیر وتدبر و تفکر کو بھی سامنے رکھا اور اپنی اس تفسیر کو انہوں نے ایک صدی کے تفکر وتدبر کا نتیجہ قرار دیا ہے۔

تفسیر کے مقدمے میں تحریر کرتے ہیں:

"تفسیر تدبر قرآن پر میں نے اپنی زندگی کے پورے 55 سال صرف کیے میں جس میں 23 سال صرف کتاب کی تحریر و تسوید کی نذر ہوئے۔اگر اسکے ساتھ وہ مدت بھی ملادی جائے جو استاد امامؒ نے قرآن کے غور وتدبر پر صرف کی ہے اور جس کو میں نے اس کتاب میں سمونے کی کوشش کی ہے تو کم وبیش ایک صدی کا قرآنی فکر ہے جو آپ کے سامنے تفسیر تدبر قرآن کی صورت میں آیا ہے (5)۔"

تفسیر تدبر قرآن آپ نے روایتی تفسیری اصولوں پر نہیں بلکہ تفسیر قرآن کے متعلق مواد کو آپ نے دو حصوں داخلی وسائل اور خارجی وسائل میں تقسیم کیا ہے۔داخلی وسائل میں آپ قرآن کی زبان، قرآن کا نظم اور قرآن کے نظائر وشواہد کو لیتے ہیں۔

تدبر قرآن میں عربی شاعری سے استشہاد:

امین احسن اصلاحی نے تفسیر تدبر قرآن میں بہت سے مقامات پر عربی شاعری سے استشہاد کیا ہے۔ قرآن میں عرب کی پچھلی قوموں مثلاً عاد، ثمود، مدین اور قوم لوط وغیرہ کی تباہی کا ذکر ہے ساتھ ہی انکے معتقدات، ان کے انبیاء کی دعوت پر ان کے رد عمل کی طرف اشارات ہیں۔ فہمقرآن کیلئے عرب کی تاریخ بھی ایک اہم ذریعہ ہے کیونکہ قرآن مجید عرب میں نازل ہوا اسکے اولین مخاطب عرب ہی تھے اسکے علاوہ قرآن مجید میں عرب اقوام کے واقعات بیان ہوئے۔ ان سب باتوں کی وضاحت کیلئے عربی تاریخ معاون ثابت ہو سکتی ہے۔

امین احسن اصلاحی نے تدبر قرآن میں کہاں تک ان معلومات اور تاریخ کو قابل اعتماد سمجھ کر ان کو بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں:

"میں نے جہاں جہاں سے کچھ معلومات حاصل ہونے کی بو پائی ہے وہاں پہنچنے کی کوشش کی ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ اس کوشش سے مجھے بعض قیمتی معلومات حاصل ہوئی ہیں جن سے میں نے قرآن کے بعض اشارات کھولنے میں مدد لی ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس باب میں مجھے اصلی اعتماد قرآن مجید پر ہی کرنا پڑا ہے میں نے تاریخ کی روایات میں اپنی باتوں کو لیا ہے جنکی تائید مجھے خود قرآن سے بھی حاصل ہو گئی ہے"۔(6)

تدبر قرآن میں جن اشعار سے استشہاد کیا گیا ہے ان کی مجموعی تعداد ستر کے قریب ہے۔

تفسیر تدبر قرآن میں عربی شاعری سے استفادہ کا منہج واسلوب:

امین احسن اصلاحی نے اپنی تفسیر میں جابجا عربی شاعری سے استفادہ کیا ہے اس میں آپ عربی شاعری سے استشہاد کی مختلف نوعیتیں بیان کیں ہیں، مثلاً مفردات القرآن کی لغوی تشریح، نحوی مشکلات کا ازالہ، اعلام القرآن کی وضاحت اور اسالیب قرآنی کی تفہیم وغیرہ۔

مفردات القرآن کی لغوی تشریح:

آپ نے مفردات قرآنی کی لغوی تشریح میں بطور تائید کلام عرب پیش کیا ہے اگرچہ پیش تر مقامات پر دیگر مفسرین نے بھی ان الفاظ کے وہی معانی بیان کئے ہیں جو اصلاحی کے نزدیک ہیں لیکن اشعار کے ذریعے قاری کے سامنے ان الفاظ کے معانی مزید واضح ہو کر سامنے آجاتے ہیں اور وہ انکی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔ بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں عربی شاعری سے استدلال کرتے ہوئے اصلاحی نے بعض الفاظ کے ایسے معانی بیان کئے ہیں جو دیگر مفسرین کے بیان کردہ معانی سے مختلف ہیں ایسے مواقع پر اصلاحی کی تحقیقی

شان نمایاں ہوتی ہے اورانکے بیان کردہ معانی زیادہ قابل قبول معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے بعض مقامات پر انکی نشاندہی کرتے ہوئے وضاحت کی ہے جو درج ذیل ہے:

1۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ. وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ﴾(7)

(اور صبر اور نماز کیساتھ مدد طلب کرواور بے شک یہ ڈرنے والوں پر بھاری (گراں) ہے)

صبر کے معنی کی وضاحت کیلئے مولانا درج ذیل شعر پیش کرتے ہیں:

وغمرة موت ليس فيها هوادة

يكون صدور المشرفي جسورها

"اور موت وہلاکت کیلئے کتنے ہولناک دریاہیں جن پر تلواروں کے پل ہیں"

صبرنا له في نهكها ومصابها باسيافنا حتى يبوخ سعيرها(8)

"ہم نے ان کے تمام آفات وشدائد کے مقابل اپنی تلواروں کے ساتھ ثابت قدمی دکھلائی۔ یہاں تک کہ وہ ٹھنڈے پڑ گئے

"

آپ نے صبر کے معنی "ثابت قدمی" کے لئے ہیں۔

2۔اسالیب قرآنی کی تفہیم:

اصلاحی نے فہم قرآن کے لئے عربی زبان کے اسالیب کی معرفت پر بہت زور دیا ہے قرآن نے کہیں کہیں بعض لطیف تعبیرات اور معنی خیز استعارات استعمال کیے ہیں۔ اسکے لئے ضروری ہے کہ عربی زبان سے واقفیت ہو ان کی صحیح توضیح و تفہیم کیلئے اصلاحی نے کلام عرب کا سہارا لیا ہے آپ نے بعض مقامات پر انکی نشاندہی کی ہے جو درج ذیل ہے:

1۔ سورۃ ھود میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ. اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ (9)

(فرشتوں نے کہا کیا تو اللہ کی قدرت سے تعجب کر رہی ہے، تم پر اے اہل بیت اللہ کی رحمتیں اور اسکی برکتیں نازل ہوں بے شک اللہ حمد وثنا کا سزوار اور بڑی شان والا ہے)

"عَلَيْكُمْ" ضمیر مذکر جمع کا استعمال عربی زبان کے شائستہ انداز خطاب کی مثال ہے عورتوں کے اس انداز خطاب میں پردہ داری اور احترام کی جو شان ہے وہ محتاج اظہار نہیں۔

اصلاحی یہاں پر شعر سے استدلال کرتے ہیں:

فلو كان اهل الدار فيها كعهدنا

وجدت مقيلا عندهم ومعدسا(10)

"اگر ہوتے گھر والے اس گھر میں ہمارے رہنے کی طرح تو ان کے ہاں قیلولہ کرنے اور ٹھہرنے کی جگہ پاتا"۔

3۔ نحوی مشکلات کا ازالہ:

اصلاحی کی تفسیر کی یہ خصوصیت ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں جہاں پر نحوی مشکلات آئیں وہاں ان نحوی مشکلات کو کھول کر بیان کیا ہے۔ تاکہ قاری کے سامنے ان آیات کے ترجمے واضح ہو سکیں اور وہ ان کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے۔ انہوں نے نحوی مشکلات کو دور کر کے آیات کے معنٰی واضح کر کے بیان فرمائے ہیں جن مقامات پر آپ نے نحوی مشکلات کا ازالہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

1۔ سورۃ النور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِالزَّكٰوةِ۔ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ۔ لِيَجْزِيَهُمُ اللهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖوَاللهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُبِغَيْرِحِسَابٍ۔﴾ (11)

(جن لوگوں کو انکے کاروبار اور خرید فروخت اللہ کی یاد نماز کے اہتمام اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل نہیں کرتے وہ ایک ایسے دن کی آمد سے اندیشہ ناک رہتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں سب مضطرب ہونگے کہ اللہ ان کے عمل کا بہترین بدلہ دے اور ان کو اپنے فضل سے مزید نوازے اور اللہ جس کو چاہیے گا بے حساب بخشے گا)

"لِيَجْزِيَهُمُ" میں یہ "ل" علّت نہیں بلکہ یہ وہ لام ہے جو کسی فعل کے انجام، نتیجہ اور ثمرہ کے بیان کے لئے آتا ہے۔ اصلاحی اس لام کی وضاحت کے لئے عربی شاعری سے استدلال کرتے ہیں:

وماذرفت عيناك الالتضربى

بسهميك فى اعشارقلب مقتل(12)

"اور نہیں آنسو بہاتی تیری آنکھیں مگر اسلئے کہ وہ ماریں اپنے تیروں کو میرے لاغر دل کی گہرائی میں "لتضربى" پر "ل" نتیجہ فعل ہی کے بیان کیلئے ہے۔

4۔اعلام القرآن کی تحقیق:

تفسیر تدبر قرآن میں امین احسن اصلاحی نے قرآن میں موجودہ اعلام کی وضاحت کلام عرب کی روشنی میں کی۔ جہاں پر اعلام ہیں وہاں پر آپ نے عربی شاعری سے استشہاد کرکے اسکی واضح طور پر نشاندہی کی ہے کہ پڑھنے والے کو فوراً سمجھ میں آجاتا ہے۔درج ذیل آیات میں آپ نے اعلام کی وضاحت کی ہے۔

1۔سورہ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ﴾ (13)

(اورجب نجات دی تمکو آل فرعون سے وہ تمہیں بُراعذاب چکھاتے تھے تمہارے بیٹوں کوذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کوزندہ چھوڑتے تھے یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی)

اصلاحی لفظ "آلِفِرْعَوْنَ" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :آلِفِرْعَوْنَ یعنی قوم فرعون ،آل سے مراد صرف کسی شخص کی اولاد نہیں ہوا کرتی بلکہ یہ لفظ آل واولاد، قوم وقبیلہ اوراتباع وانصار سب پر حاوی ہے۔درج ذیل شعر سے اسکی مزید تائید ہو جاتی ہے:

من آل میه رابح او مغتدی عجل فذا زاد وغیر مزود (14)

"میہ "قبیلہ کے لوگوں میں کوئی صبح روانہ ہوا کوئی شام۔کوئی زادراہ کے ساتھ، کوئی بغیر زادراہ کے "

تدبر قرآن میں عربی شاعری سے استفادہ اور قابل توجہ امور:

1. موزوں اشعار سے استشہاد میں کمی
2. تخریج وتحقیق کی ضرورت
3. تفسیر اور ترجمہ میں عدم مطابقت

1۔موزوں اشعار سے استشہاد میں کمی:

عربی شاعری فہم قرآن کا ایک اہم ذریعہ ہے کیونکہ قرآن حکیم اہل عرب کی اس لغت اور لہجہ میں نازل ہوا جو وہ اپنے منظوم ومنثور کلام میں استعمال کرتے تھے۔زمانہ جاہلیت کے اشعار سند کی حیثیت رکھتے ہیں یہ اشعار سینہ بہ سینہ زبانی اور تحریری روایت کے ذریعے منتقل ہوئے ان کی باقاعدہ کتابت اور تدوین ہوئی ہے۔مفسرین، محدثین ،اصحاب سیر ،اہل نحاہ اور لغویوں نے اس سے استشہاد کیاہے۔

امین احسن اصلاحی نے بھی تدبر قرآن میں عربی شاعری سے استشہاد کا التزام کیا ہے۔ تدبر قرآن کے بعض مقامات پر موزوں اشعار سے استشہاد میں کمی کا احساس اُبھرتا ہے۔ مثلاً کہیں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس مفہوم کے ثبوت کیلئے بطور تائید کوئی شعر لانا چاہیئے۔ مگر اصلاحی شعر پیش نہیں کر سکے، کہیں انہوں نے جو شعر پیش کیا ہے وہ الفاظ قرآنی سے پوری طرح مطابقت نہیں رکھتا مثلاً:

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 58 ہے:

﴿وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ (15)

اس آیت کی تشریح میں اصلاحی لکھتے ہیں:

"سجدہ کے اصل معنیٰ سر جھکانے کے ہیں اس سر جھکانے کے مختلف درج ہو سکتے ہیں اسکی کامل شکل زمین پر پیشانی رکھ دینے کی ہے جو ہم نماز میں اختیار کرتے ہیں"

عمرو بن کلثوم نے اپنے مشہور فخریہ شعر میں اس کا یہی مفہوم لیا ہے:

اذا بلغ الفطام لنا صبی

تخر له الجبابر ساجدينا

"جب ہماری قوم کا بچہ دودھ چھوڑنے کی مدت کو پہنچ جاتا ہے تو بڑے بڑے جبار اسکے آگے سجدوں میں گرتے ہیں"

یہاں آیت میں اس سے مراد صرف سر جھکانا ہے۔ موقع کلام اس پر دلیل ہے۔(16)

اصلاحی نے یہاں آیت میں مراد مفہوم سے مطابقت رکھنے والا کوئی شعر نقل نہیں کیا۔ عربی زبان میں جھکے ہوئے کھجور کے درختوں کو نخل سواجد کہتے ہیں۔

لبید کا ایک شعر ہے:

بين الصفا وخليج العين ساكنة

غلب سواجد لم يدخل بها الخصر

"صفا اور خلیج العین کے درمیان ٹھہرنے والی تکبر حسن و جمال سے انکساری کرنے والوں میں شامل نہیں"

ترى الاكم فيها سجداً للحوافر (17)

"دیکھے گا تو ٹیلوں کو اس میں سجدے کرنے والے ہیں گھوڑوں کیلئے"

2۔ تخریج و تحقیق کی ضرورت:

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اصلاحی نے اپنی تفسیر میں محض حافظہ کی بنیاد پر شعر درج کیے ہیں۔ مآخذ کی طرف رجوع کر کے شعراء کے ناموں کی صراحت کے ساتھ اورالفاظ کو مکمل ضبط و تحقیق کے ساتھ نقل کرنے کی نہ انہیں فرصت تھی اور نہ اس کا موقع تھا ایک جگہ لکھتے ہیں:

" یہاں اشعار نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے محض ان کے (یعنی عربوں کے) ذوق کا اندازہ کرنے کیلئے کسی حماسی کا ایک شعر نقل کرتا ہوں جو بالکل بروقت زبان قلم پر آ گیا ہے"۔(18)

اشعار کے معاملے میں اہتمام نہیں کیا گیا، چنانچہ اصلاحی کے نقل کردہ اشعار کی ایک تہائی تعداد ایسی ہے جن میں شاعروں کا نام مذکور نہیں ہے بعض اشعار کا انہوں نے صرف ایک مصرع نقل کیا ہے اور بعض اشعار کے الفاظ میں بھی فرق ہے۔

1۔ زہیر کا یہ مصرع نقل کیا ہے:

ولونال اسباب السماء بسلم (19)

اصل شعر میں "ولونال" کی جگہ "وان یرق" ہے۔ پورا شعر یوں ہے۔

ومن هاباسباب المنايا يتلنه

وان يرق اسباب السماء بسلم (20)

"اور جس نے خوف کیا موت کے اسباب سے اور اس سے کہ وہ چڑھے آسمان کے راستوں میں سیڑھی کی ساتھ"

3۔ تفسیر و ترجمہ میں عدم مطابقت:

کہیں کہیں اصلاحی نے کسی لفظ کی تشریح میں بہت اچھی بحث کی ہے اور بطور دلیل اشعار عرب کے نظائر پیش کئے ہیں لیکن محسوس ہوتا ہے کہ خود ان کا ترجمہ اس سے مطابقت نہیں رکھتا۔ مثلاً:

سورۃ بقرہ کی آیات میں:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ۔ اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔﴾ (21)

لفظ "ظن" کی تشریح کرتے ہوئے اصلاحی نے لکھا ہے کہ اسکے معنیٰ صرف "شک" ہی کے نہیں ہوئے بلکہ بسا اوقات وہ یقین کا ہم معنیٰ ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:

"آدمی کسی چیز کے متعلق اسکے دیکھے بغیر جو رائے قائم کرتا ہے اس کو "ظن" کہتے ہیں اس طرح کی رائے پر بالعموم چونکہ یقین نہیں ہوا کرتا اس وجہ سے ظن کا لفظ کچھ شک کا ہم معنٰی سا بن گیا ہے۔ چنانچہ عربی زبان اور قرآن مجید میں یہ لفظ اس معنٰی میں بہت استعمال ہوا ہے۔

طرفہ کا مشہور شعر ہے:

واعلم علما ليس بالظن انه

اذا ذل مولى المرء فهو ذليل (22)

"میں ایک بات جانتا ہوں جو محض گمان نہیں ہے کہ جب آدمی کا چچازاد بھائی ذلیل ہو جائے تو وہ خود بھی ذلیل ہو کر رہ جاتا ہے"۔

اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

﴿ إِنْ نَظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ﴾ (23)

"ہم محض ایک گمان کر رہے ہیں اور ہم یقین کرنے والے نہیں ہیں"

لیکن ایک بن دیکھی چیز کے متعلق جو رائے قائم کی جاتی ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ مشکوک ہی ہو۔ بسا اوقات یہ رائے یقین پر مبنی ہوتی ہے لیکن "ظن" کا لفظ اس کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ ظن کا یہ استعمال اسکے عام معنٰی کے لحاظ سے ہوتا ہے اس میں شک کا مفہوم مضمر نہیں ہوتا۔

اوس بن حجر کا شعر ہے:

الذى يظن بك الظن

كان قد راى وقد سمعا (24)

"وہ ذہین کہ اگر تمہارے بارے میں کوئی گمان بھی کرے تو معلوم ہوتا ہے دیکھ کر اور سن کر کرتا ہے"

درید بن الصّمہ کہتا ہے:

فقلت لهم ظنوا بالعنى مدجج

سراتهم فى الفارسى المسرد (25)

"میں نے ان سے کہا کہ دو ہزار سلاح پوش سواروں کا یقین کرو جنکے سردار باریک کڑیوں کی زرہ پہنے ہوئے ہیں"۔

"ظن" سے متعلق اصلاحی کی یہ بحث قابل قدر ہے لیکن آیت کا ترجمہ انہوں نے یہ کیا ہے "جو گمان رکھتے ہیں کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور وہ اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک آیت میں لفظ "ظن" گمان کے معنیٰ میں ہے پیش تر مفسرین نے صراحت کی ہے کہ زیر بحث آیت میں لفظ "ظن" یقین کے معنی میں ہے۔(26)

خلاصہ بحث:

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور ایک مکمل دستور ہے اس لیے ہر مسلمان پر اسکے معانی کا ادراک لازم ہے یہ ادراک تفسیر قرآن کے بغیر ناممکن ہے اسلئے ہر دور کر علماء مفسرین کے کثرت سے قرآن حکیم کی تفاسیر لکھیں ان میں ایک تفسیر حمید الدین فراہی کے شاگرد امین احسن اصلاحی نے تدبر قرآن کے نام سے تفسیر لکھی۔ ان کی تفسیر کی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں جابجا عربی شاعری کا استعمال کیا ہے۔ عربی شاعری فہم قرآن کا ایک اہم ذریعہ ہے اسکی استشہادی حیثیت مسلم ہے۔ تفسیر قرآن میں سب سے پہلے کتاب اللہ و سنت رسولؐ، صحابہ اور تابعین کے اقوال کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے انکے بعد قرآنی مفاہیم کی توضیح کے لئے عربی شاعری سے معانی کی تفسیر کی جاسکتی ہے۔

اسلام شاعری کا مخالف نہیں ہے اور نہ شعر و شاعری اسلام میں فی نفسہ مذموم ہے بلکہ اسلام اسکے لیے ضابطہ اخلاق کی پابندی کا مطالبہ کرتا ہے۔ امین احسن اصلاحی نے مفردات قرآن کی لغوی تشریح، نحوی مشکلات کا ازالہ، اعلام کی تحقیق اور قرآنی اسالیب کی تفہیم کے لیے عربی شاعری سے استشہاد کیا ہے۔ اس استشہاد سے قاری کے سامنے آیت کا، صحیح مفہوم واضح ہو جاتا ہے اور بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے۔

اسی طرح بعض مقامات پر موزوں اشعار سے استشہاد کی کمی کا احساس اُبھرتا ہے کہیں پر تفسیر اور ترجمہ میں عدم مطابقت پائی جاتی ہے۔ اور کہیں پر اشعار کی تخریج و تحقیق کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی کچھ مقامات پر اشعار کے الفاظ میں تبدیلی کر دی گئی ہے اور کہیں پر صرف ایک مصرع درج کیا ہے۔

اصلاحی نے اپنی تفسیر میں عربی شاعری سے استدلال پیش کیا ہے۔ اور یہی بات ان کی تفسیر کو دوسرے مفسرین کی تفاسیر سے ممتاز کرتی ہے۔ تفسیر میں اسی طرح ربط بھی پایا جاتا ہے جو کہ عمدہ کلام کی نشانی ہے۔ اردو میں یہی واحد تفسیر ہے جس میں کلام عرب سے استشہاد پیش کیا گیا ہے جس سے پڑھنے والے کے سامنے آیات کی تفسیر واضح ہو جاتی ہے یہ تفسیر تفسیر بالرائے کی نمائندہ تفسیر ہے کیونکہ اصلاحی نے اپنی ذاتی رائے کو اہمیت دی ہے۔

اس تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ سے واضح ہوا ہے کہ بالخصوص عربی شاعری قرآن حکیم کے غریب الفاظ و مفرد الفاظ کی تحقیق ،نحوی مشکلات کا ازالہ ،اسالیب قرآنی کی تفہیم اوراعلام کی تحقیق میں معاون ثابت ہوتی ہے تاہم فہم قرآن میں اصل اعتماد قرآن حکیم، احادیث نبویؐ اور آثار صحابہ و تابعین پر کرنا ہو گا۔

حوالہ جات

1- قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، مصر، الھیئۃ المصریہ العامہ للکتاب، 1987ء، 10/111۔

2- سیوطی،، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، مصر، المطبعہ الازہریہ، 1925ء، طبع دوم، 1/120۔

3- عزمی، اختر حسین، امین احسن اصلاحی حیات وافکار، لاہور، نشریات، 2008ء، ص:60۔

4- اصلاحی، امین احسن، مقدمہ تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2001ء، ص:13۔

5- اصلاحی امین احسن، دیباچہ تدبر قرآن، ص:41۔

6- ایضا، ص:34۔

7- البقرہ:2/45۔

8- حاتم بن عبداللہ طائی، الشعر والشعراء، ابی محمد بن عبداللہ بن مسلم، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1421ھ، ص:135۔

9- ھود:11/73۔

10- امرؤالقیس، دیوان امرؤالقیس، مصر، 1958ء، ص:117۔

11- النور:24/37۔38۔

12- دیوان امرؤالقیس، ص:26۔

13- البقرہ:2/49۔

14- نابغہ ذبیانی، دیوان نابغہ ذبیانی، ابن السکیت، دارالفکر، دمشق، ص:12۔

15- البقرہ:2/158۔

16- تدبر قرآن، 1/219۔220۔

17- لبید بن ربیعہ العامری، حمدوطاس، دارالمعرفہ، 2006ء، ص:38۔

18- تدبر قرآن، 5/502۔

19- ایضا،5/225-226۔

20- دیوان زہیر بن ابی سلمٰی، تحقیق کرم البستانی، مکتبہ صادر، بیروت، ص:123۔

21- البقرہ:2/45-46۔

22- طرفہ بن العبد، دیوان الحماسہ، باب الہجاء، میر محمدی کتب خانہ، کراچی، ص:269۔

23- الجاثیہ:25/32۔

24- تفسیر کشاف،3/229۔

25- ایضا، تفسیر کشاف،3/179۔

26- تدبر قرآن،1/93۔